محمد سعید الرحمٰن علوی

# واقعۂ کربلا اور اس کا پس منظر
## ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تالیف: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی۔ مقدمہ مولانا محمد منظور نعمانی

تقسیم کار: سید محمد کفیل بخاری، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان۔ قیمت ۶۰ روپے

۶۱ھ میں سید نا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ موت تاریخ میں "واقعہ کربلا" کے نام سے معروف ہے، جسے ایک خاص طبقے نے خوب نمک مرچ لگا کر پیش کیا اور ایسی ایسی پھل جھڑیاں چھوڑ دیں کہ الامان والحفیظ۔ اس گروہ کے راویوں اور اہل قلم نے نہ صرف ہمارے ذخیرۂ تاریخ کا روشن چہرہ سیاہ کیا بلکہ احادیث کے ذخائر کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارت کی اور جلیل الرتبت ائمہ و محدثین کے بقول بعض بزرگوں اور خاندانوں کے مناقب اور بعض دوسروں کے مثالب و مطاعن کے لئے ہزار ہا احادیث گھڑیں۔ اپنے طبقہ کی سیاسی ضرورتوں کے لئے سب سے زیادہ ہنگامہ کربلا کے نام پر کیا۔ چونکہ اس ضمن میں سیدنا حسینؓ جیسے بزرگ صحابی کا تذکرہ آتا ہے جنہیں ذاتِ رسالت سے ایک خاص تعلق نسبی تھا، اس لئے شیعہ پروپیگنڈا سے متأثر ہو کر بہت سے نام نہاد سنی بھی انہی راہوں پر چل کھڑے ہوئے۔ وہی عقیدہ کا فساد، وہی صحابہؓ کے متعلق بے اعتدالانہ خیالات، وہی تعزیئے، وہی گھوڑے، وہی شربت اور شیرینیاں جو شیعہ اسکول کی ثقافت کا حصہ ہیں، سنیوں کے ہاں بھی رواج پا گئیں۔ برصغیر کے صوبے یوپی اور پنجاب کا حال اس حوالہ سے سب سے پتلا تھا اور ہے۔

اس صورت حال کے رد عمل میں بہت سارے مواقع پر یہاں مختلف تحریکوں نے جنم لیا، جماعتیں بنیں، لیکن اصل کام کی طرف بہت کم توجہ دی گئی۔ اصل کام یہ تھا اور ہے کہ شیعہ لٹریچر، تاریخ اور روایات کا جائزہ لے کر سچی تصویر سامنے لائی جائے۔ اس ضمن میں جن بندگانِ اختصاص نے بہت کام کیا ان میں ایک نام مولانا محمد منظور نعمانی کا ہے جن کی رفض کے متعلق کتاب نے بہت سوں کا رخ بدل دیا۔ مولانا کی یہ کتاب بڑی تعداد میں چھپی، بہت سی اہم زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے، اور بہت سے لوگوں نے اس کام کو آگے بڑھانے کی غرض سے تاریخی حقائق بالخصوص واقعہ کربلا پر قلم اٹھانے کی درخواست کی۔

مولانا کے ہونہار صاحبِ علم و بصیرت فرزند مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی نے لگ بھگ تیس برس قبل مولانا کی خواہش پر واقعات کے حوالہ سے ایک سیدھا سادا مضمون لکھا تھا جس کے بعض حصوں کی توضیح کے لئے انہیں اگلے مہینے ایک مزید مضمون لکھنا پڑا۔ مولانا نعمانی نے اب اپنے فرزند سے انہی مضامین پر نظر ثانی کا کہا تو انہوں نے مہینوں کی محنت و کاوش کے بعد ایک نیا گلدستہ تیار کر دیا جو ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا مقدمہ مولانا نعمانی کے قلم سے ہے جس میں اس کتاب کے شانِ ورود کے ساتھ ساتھ ایسے حقائق کا انکشاف ہے کہ روح کانپ اٹھتی ہے کہ اچھے اچھے دینی گھرانے کن کن مصائب کا شکار تھے۔ اس کے بعد فاضل مولف کا طویل مقدمہ ہے جو ہمارے نزدیک کتاب

(باقی صفحہ ۳۴ پر)